عشرہ ذی الحجہ، فضائل واحکام

مولانا محمد عابد

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت:......ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت قرآن پاک اور صحیح احادیث دونوں سے ثابت ہے، یہ دس دن حاجیوں اور غیر حاجیوں ہر ایک کے حق میں نہایت بابرکت اور باعث فضیلت ہیں، قرآن پاک میں اس کا تذکرہ خود اس کی فضیلت کی دلیل ہے اور یہ تذکرہ قرآن پاک میں (جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق) جہاں ''ایام معلومات'' کے لفظ سے آیا ہے دہیں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے دس دن راتوں کی قسم کھائی ہے، جس سے عشرۂ ذی الحجہ کی اہمیت وفضیلت سمجھ میں آتی ہے، سورۃ الفجر کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، اس سلسلے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صراحت منقول ہے کہ ان دس راتوں سے ذوالحجہ کی دس راتیں مراد ہیں، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا یہ قول مروی ہے فرماتے ہیں:

جن دس (راتوں) کی اللہ نے قسم کھائی ہے، وہ ذوی الحجہ کی دس راتیں ہیں۔

چنانچہ اکثر اہل علم کی رائے یہی ہے کہ ''دس راتوں'' سے ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں، احادیث میں انھیں اللہ کے نزدیک افضل ترین دن کہا گیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ کے نزدیک عشرۂ ذوالحجہ کے دنوں سے افضل کوئی دن نہیں۔

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

اور ان (عشرۂ ذی الحجہ) کی راتوں سے افضل اور کوئی راتیں نہیں۔

دس راتوں کی قسم کھانے سے بھی یہ اشارہ ملتا ہے کہ جس طرح عشرۂ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں، اسی طرح ان کی راتیں بھی افضل اور بابرکت ہیں، حضرت جابرؓ ہی سے مروی ایک روایت میں عشرۂ ذی الحجہ کو "افضل ایام الدنیا" (دنیا کے دنوں میں افضل ترین دن) بھی کہا گیا۔

عشرۂ ذی الحجہ میں اعمالِ صالحہ کی فضیلت:...... جب یہ دن اللہ کے نزدیک افضل ترین دن ہیں تو ان دنوں میں اللہ کی عبادت وبندگی اور اعمالِ صالحہ انجام دینا بھی یقیناً اللہ کو زیادہ محبوب اور باعث فضیلت و برکت ہوگا، چنانچہ کئی صحیح روایات میں یہ صراحت منقول ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "ان دس دنوں کے مقابلے میں (یعنی عشرۂ ذی الحجہ سے بڑھ کر) کوئی دن بھی ایسے نہیں جن میں نیک عمل اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہو، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ اللہ کے راستہ میں جہاد، ہاں سوائے اس شخص کے جو اپنی جان اور اپنے مال سے (اللہ کے راستہ میں) نکلے پھر اس میں سے کسی چیز سے بھی واپس نہ لوٹے (یعنی شہید ہو جائے)۔"

اس حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے کہ عشرۂ ذی الحجہ میں کوئی بھی نیک عمل (بظاہر وہ معمولی سی نیکی کیوں نہ ہو) اللہ کے نزدیک اور دنوں میں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ محبوب ہے سوائے اس کے کہ کوئی شخص جان و مال دونوں اللہ کے راستہ میں قربان کردے، ایسے جہاد فی سبیل اللہ اس میں شامل نہیں ہے کہ یہ عشرۂ ذی الحجہ کے نیک عمل کے مقابلے میں افضل ہے ــــ عشرۂ ذی الحجہ میں نیک عمل اللہ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے تو یقیناً ان دنوں میں نیک اعمال کا اجر وثواب بھی عام دنوں کے مقابلے میں بڑھا ہوا ہوگا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ایک روایت میں یہ صراحت اس طرح منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "کوئی عمل بھی اللہ کے نزدیک زیادہ پاکیزہ اور اجر وثواب میں بڑھا ہوا نہیں اس نیکی کے مقابلے میں جسے کوئی عشرۂ ذی الحجہ میں انجام دے، دریافت کیا گیا اور اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں؟ فرمایا ہاں! نہ جہاد فی سبیل اللہ، سوائے اس کے کہ کوئی شخص جان و مال کے ساتھ نکلے اور کوئی بھی چیز سے واپس نہ لوٹے، اس حدیث کے ایک راوی کہتے ہیں کہ (مشہور تابعی) سعید بن جبیرؒ کا معمول تھا کہ جب عشرۂ ذی الحجہ کے دن شروع ہو جاتے تو (عبادت اور اعمالِ صالحہ میں) بہت زیادہ مجاہدہ کرتے تقریباً، استطاعت وقدرت سے بڑھ کر۔"

عشرۂ ذی الحجہ اور تکبیر وتہلیل:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث میں عشرۂ ذی الحجہ

میں انجام دیئے جانے والے اعمال صالحہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے، جس میں ہر طرح کی نیکی اور عمل صالح شامل ہے چاہے وہ نماز، روزہ کی صورت میں ہو یا صدقہ خیرات، توبہ استغفار، تلاوت قرآن اور تسبیح وتحمید وغیرہ؛ کیوں کہ حدیث پاک میں مطلقاً ''عمل صالح'' کا ذکر ہے نہ کہ کسی خاص نیکی کا، چنانچہ اہل علم نے ان دس دنوں میں ہر طرح کی نیکیوں اور اعمالِ صالحہ کی کثرت کو بہتر قرار دیا اور اس کی ترغیب دی ہے، البتہ بعض روایات میں صراحت کے ساتھ یہ تاکید اور ترغیب بھی آئی ہے کہ ان دنوں میں تکبیر وتہلیل کا بکثرت معمول رکھا جائے، یہ شاید اس وجہ سے بھی ہے کہ تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل وغیرہ ذکر اذکار آدمی چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے، ہر وقت بآسانی کر سکتا ہے، نیز قرآن و حدیث میں ذکر کی فضیلت بھی بہت زیادہ بیان ہوئی ہے، لہٰذا فضیلت والے ان دس دنوں میں ذکر اذکار کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کے نزدیک ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلے میں کوئی دن بھی زیادہ عظیم نہیں اور نہ ان میں عمل (یعنی کوئی نیکی ان ایام کے مقابلے میں) زیادہ محبوب ہے، لہٰذا تم لوگ ان دنوں میں (یعنی عشرۂ ذی الحجہ میں) تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل کی کثرت رکھو۔''

تسبیح: اللہ کی پاکی بیان کرنا، یعنی سبحان اللہ کہنا، **تحمید**: اللہ کی تعریف اور حمد وثنا بیان کرنا، یعنی الحمد للہ کہنا، **تکبیر**: اللہ کی بڑائی بیان کرنا اور اللہ اکبر کہنا اور **تہلیل**: اللہ کی یکتائی اور معبود برحق ہونے کا اعتراف واقرار یعنی لا الہ الا اللہ کہنے کو کہتے ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عشرۂ ذوالحجہ میں چلتے پھرتے، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا کثرت سے ورد زیادہ بہتر و پسندیدہ اور باعث اجر وثواب ہے، حضرت عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ ؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ان دس دنوں میں بازار کی طرف نکل جاتے اور بلند آواز سے تکبیر پڑھتے اور ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تکبیر پڑھتے۔

عشرۂ ذی الحجہ میں روزہ:......روزہ، اہم ترین عبادت اور نیکی ہے جس کا بے حد وحساب اجر وثواب صحیح احادیث سے ثابت ہے، اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا'' ــــ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں نیک عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے اور اس کا اجر وثواب بھی بندہ کے لئے زیادہ ہے تو ان دنوں میں (یعنی یکم ذوالحجہ سے ۹ر ذوالحجہ تک؛ کیوں کہ عید کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت صراحتاً احادیث سے ثابت ہے) حتی الامکان روزہ کا اہتمام سعادت وخوش بختی اور بے انتہا اجر وثواب کا باعث ہے؛ کیوں کہ روزہ ایسی عبادت اور نیکی ہے جو صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب

تک سارے دن پر مشتمل ہے، روزہ رکھ کر بندہ سارا دن روزہ کی عبادت اور نیکی میں رہتا ہے، عشرۂ ذی الحجہ میں مطلق اعمالِ صالحہ کی فضیلت والی روایات بھی اکثر محدثین نے کتاب الصوم میں ذکر کی ہیں، اس سے بھی ان کا یہ رجحان معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا زیادہ بہتر اور فضیلت والی بات ہے، بعض روایات میں صراحتاً عشرۂ ذی الحجہ کے ایک دن کے روزہ کو سال بھر یا اس سے بھی زیادہ دنوں کے برابر قرار دیا گیا؛ لیکن وہ روایات سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں، حافظ ابن رجبؒ لکھتے ہیں کہ:

عشرۂ ذی الحجہ کے بارے میں جو بات گزری کہ اس کا ہر دن (اور ہر دن کا روزہ) ایک سال یا دو مہینے یا ایک ہزار دنوں کے برابر ہے، یہ سب فضائل کی احادیث ہیں جو (سند کے اعتبار سے) قوی نہیں ہیں۔

ان دنوں میں مطلقاً روزہ رکھنے کی فضیلت پر کوئی اشکال نہیں؛ کیوں کہ اعمالِ صالحہ میں روزہ بھی شامل ہے اور عشرۂ ذی الحجہ میں اعمالِ صالحہ کی فضیلت، اللہ کے نزدیک ان کا محبوب ہونا اور اجر وثواب کی زیادتی (مطلقاً کسی تحدید کے بغیر) صحیح احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ بعض صحابہ وتابعین اور سلف صالحین کا معمول بھی منقول ہے کہ وہ ان دنوں میں روزہ رکھنے کا خاص اہتمام کرتے تھے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بعض ازواج مطہرات یہ نقل کرتی ہیں کہ آپ ذوالحجہ کے ابتدائی نو دن روزہ رکھا کرتے تھے، بالعموم ان دنوں میں روزہ ترک نہیں کرتے، البتہ اس سلسلے میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک روایت اس طرح بھی نقل کرتی ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرۂ ذی الحجہ میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا''۔

ان دو روایات میں بظاہر تضاد ہے؛ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ان دنوں میں کبھی روزہ رکھنے کا تھا اور کبھی آپ ان دنوں میں روزہ نہ رکھتے، جس نے جو عمل دیکھا اسے بیان کیا، الغرض ذوالحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں حتی الامکان روزہ کا اہتمام اور خاص طور پر یوم عرفہ (۹رذوالحجہ) کا روزہ زیادہ افضل و بہتر اور باعث اجر و ثواب ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ اور قیام اللیل:...... ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی طرح اس کی ابتدائی دس راتیں بھی فضیلت و اہمیت والی ہیں؛ کیوں کہ دن میں رات بھی تبعاً شامل ہوتی ہے اور دن کہہ کر رات و دن دونوں مراد لیئے جاتے ہیں، نہ کہ صرف دن، اسی طرح سورۃ الفجر میں '' ولیال عشر '' (دس راتوں کی قسم) سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں فضیلت والی ہیں، بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی طرح اس کی راتیں بھی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی راتوں سے افضل ہیں، سوائے شب قدر کے، یعنی رمضان کے اخیر عشرہ میں پائی جانے والی عظیم رات ''شب قدر'' کے علاوہ باقی نو راتوں سے زیادہ افضل ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں، جب کہ اس سلسلے میں دوسری رائے یہ ہے کہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن، رمضان کے اخیر عشرہ کے دس دنوں

سے افضل ہیں؛ کیوں کہ ان دنوں میں یوم الترویۃ، یوم عرفہ اور یوم النحر جیسے فضیلت والے دن بھی ہیں، جب کہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی راتیں ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتوں کے مقابلے میں افضل ہیں؛ کیوں کہ اس میں ''شب قدر'' پائی جاتی ہے جو کہ ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔

اس موازنہ سے قطع نظر ذوالحجہ کی دس راتیں بھی فضیلت والی ہیں، اس کے دنوں میں جس طرح نیک اعمال اللہ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہیں اسی طرح اس کی راتوں میں بھی نیکی اور اعمالِ صالحہ زیادہ بہتر اور اجر وثواب کے لحاظ سے افضل ہوں گے، رات کی نیکیوں میں بہتر نیکی اور عمل صالح ''قیام اللیل'' (رات کی نماز یعنی تہجد) ہے، جسے نمازوں میں فرض نمازوں کے بعد افضل نماز کہا گیا ہے، تہجد کو رمضان کے اخیر عشرہ کی راتوں یا ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتوں کے ساتھ خاص کرنا تو صحیح نہیں، تاہم عشرۂ ذی الحجہ کی افضلیت اور اس میں اللہ کے نزدیک اعمالِ صالحہ زیادہ محبوب ہونے کے پیشِ نظر ان راتوں میں قیام اللیل کا اہتمام یقیناً بہتر اور پسندیدہ ہے، نیز ''اعمالِ صالحہ'' کے عموم میں ''قیام اللیل'' بھی شامل ہے، اس سلسلے میں بعض صریح روایات بھی مروی ہیں؛ لیکن سند کے اعتبار سے وہ ضعیف ہیں، ایک روایت کا مضمون اس طرح ہے کہ عشرۂ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور اس کی ہر رات کا قیام (یعنی قیام اللیل کا اہتمام اور تہجد کی ادائیگی) لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ عشرۂ ذوالحجہ میں طاعت وعبادت اور اعمالِ صالحہ کے اہتمام میں بہت زیادہ مجاہدہ کرتے اور اتنی مشقت اٹھاتے کہ عام طور پر اتنی قدرت کسی کو نہ ہوتی، وہ ذوالحجہ کی یہ دس راتیں بھی عبادت میں گزارنا پسند کرتے تھے اور لوگوں کو ترغیب دیتے ہوئے کہا کرتے تھے، ''عشرۂ ذی الحجہ کی راتوں میں اپنے چراغ نہ بجھاؤ'' (یعنی عبادت میں مشغول رہو) اور یہ کہتے کہ ''یوم عرفہ کا روزہ رکھنے اور سحری کھانے کے لئے اپنے خادموں کو جگاؤ''۔

ایامِ تشریق کی فضیلت:...... یوم النحر (دس ذی الحجہ) کے بعد والے تین دن بھی اہل اسلام کے لئے کچھ کم اہم نہیں، جو لوگ حج کر رہے ہیں ان کے حق میں تو یہ ایام حج ہیں؛ کیوں کہ حج کے کچھ افعال ان دنوں میں بھی ادا ہوتے ہیں، خاص طور پر جمرات کی رمی، منیٰ کا قیام اور وہاں پروردگار کی یاد، نیز اس کی نعمتوں پر شکر میں انہماک وغیرہ، یوم النحر یعنی عیدالاضحیٰ کے بعد تین دن (۱۱ تا ۱۳ر ذوالحجہ) کو ''ایام تشریق'' کہا جاتا ہے اور یہ نام حدیث پاک میں بھی استعمال ہوا ہے، تشریق، شروق سے ہے جس کے معنی سورج طلوع ہونے کے ہیں، تشریق، سورج کی طرف (یا مشرق کی طرف) رُخ کرنے یا دھوپ میں کسی چیز کے پھیلانے اور سکھانے کو کہتے ہیں، ان دنوں کو ''ایام تشریق'' کہنے کی وجہ عام طور پر اہل علم یہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ عید کے دن قربانی کر کے اس کا گوشت ان دنوں میں سکھایا کرتے تھے، اس لئے اس کا یہ نام پڑا اور ان دنوں کو ''ایام تشریق'' کہا جانے لگا، ان دنوں کو ایام منیٰ (منی کے دن)

ایام نحر (قربانی کے دن) ایام رمی (رمی کے دن) اور ایام معدودات (چند دن) بھی کہا جاتا ہے، یہ آخر الذکر تعبیر قرآن پاک کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور اللہ کو یاد کرو گنتی کے چند دنوں میں۔

اس سے جمہور اہل علم کے نزدیک ''ایامِ تشریق'' ہی مراد ہیں۔

اہل اسلام کی عید کے دن:...... پیچھے یوم النحر کی فضیلت کے بیان میں یہ حدیث گزر چکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق کو اہل اسلام کی عید کے دن اور کھانے پینے کے دن قرار دیا، گویا یہ اہل اسلام کے لئے خوشی و مسرت کے دن ہیں اور پروردگار کی طرف سے انھیں جو قربانی کی توفیق ملی اس کے گوشت سے فائدہ اٹھانے اور کھانے پینے کے دن ہیں، چنانچہ ان دنوں میں شریعت نے روزہ رکھنے کو بھی حرام قرار دیا کہ عید الفطر، اسی طرح عید الاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں؛ جب کہ روزہ فی نفسہ اہم عبادت اور بڑے اجر و ثواب والی نیکی ہے، ایامِ تشریق کا پہلا دن یعنی ۱۱ر ذوالحجہ کو ''یوم القر'' (قرار والا دن) بھی کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس دن حجاج منیٰ میں مقیم اور اپنے خیموں میں سکون و اطمینان کے ساتھ ٹھہرے رہتے ہیں؛ جب کہ ۱۰ر ذوالحجہ کو انھیں حج کے کئی مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں، قربانی بھی کرنی ہوتی ہے اور طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ بھی جانا ہوتا ہے، اسی طرح ۱۲ر ذوالحجہ کو رمی کے بعد منیٰ سے نکلنے اور روانہ ہونے کی اجازت ہے اور اکثر حاجی اس دن منیٰ سے روانہ ہو جاتے ہیں، اس طرح ۱۱ر ذوالحجہ منیٰ میں حجاج کے قرار کا دن ہے، اس لئے یہ یوم القر (قرار والا دن) ہوا، ایک حدیث میں اس کی فضیلت یوں بیان ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ اللہ کے نزدیک دنوں میں سب سے افضل دن یوم النحر ہے، پھر یوم القر'' ۱۲ر ذوالحجہ کو حجاج کے لئے منیٰ چھوڑنے کی اجازت ہے اور جو حاجی اس دن منیٰ میں رہ جائیں وہ بھی ۱۳ر ذوالحجہ کو منیٰ سے روانہ ہو جاتے ہیں، اس لئے ان دو دنوں کو ''یوم النفر'' (کوچ کرنے اور روانہ ہونے کا دن) کہا جاتا ہے، بعض احادیث میں ۱۲ر ذوالحجہ کو ''یوم النفر الاول'' (کوچ کا پہلا دن) بھی کہا گیا ہے، اس طرح ۱۳ر ذوالحجہ کو ''یوم النفر الثانی'' یا ''یوم النفر الآخر'' بھی کہا جاتا ہے، الغرض یوم القر اور یوم النفر یا دوسرے لفظوں میں ایام تشریق (۱۱ تا ۱۳ر ذوالحجہ) یہ تین دن حجاج کے لئے اور غیر حجاج کے لئے بھی فضیلت والے دن ہیں، یہ مسلمانوں کی عید اور خوشی کے دن ہیں۔

ذکر و شکر اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے کے دن:......ایامِ تشریق صرف کھانے پینے ہی کے دن نہیں؛ بلکہ یہ اللہ کی بڑائی بیان کرنے اور اس کو یاد کرنے کے دن ہیں، کھانا پینا بھی درحقیقت اس لئے ہے کہ اس سے جو طاقت و قوت حاصل ہو، بندہ اسے اللہ کی عبادت و بندگی میں صرف کرے اور نیک کام انجام دے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ رسولوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ:

اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔

اسی طرح ایک جگہ اہل ایمان کو کھانے پینے کے ساتھ پروردگار کا شکر بجالانے اور اسی کی عبادت و بندگی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا:

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں، انھیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اللہ کی نعمتوں کا استعمال پھر اس سے حاصل ہونے والی توانائی سے پروردگار کی بندگی و طاعت، بندہ کی طرف سے عملی شکر ہے جب کہ پروردگار کی نافرمانی اور معاصی کا ارتکاب یقیناً ناشکری اور کفران نعمت، ایام تشریق کو ذکر الٰہی سے خاص مناسبت ہے، بعض احادیث میں انھیں کھانے پینے کے ساتھ اللہ کو یاد کرنے کے دن بھی کہا گیا ہے، ایک حدیث میں ایام تشریق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ مروی ہیں: اور بے شک یہ دن، کھانے پینے اور اللہ عزوجل کو یاد کرنے کے دن ہیں۔

قرآن پاک میں احکام حج بیان کرتے ہوئے خاص طور پر منیٰ میں اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کی ترغیب دی گئی، زمانۂ جاہلیت میں کفار مکہ منیٰ میں شعر و شاعری کی مجلسیں منعقد کرتے اور اس میں اپنے باپ دادوں، خاندان اور قبیلوں کا خوب فخر و مباہات سے ذکر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس جاہلانہ رسم کی اصلاح کرتے ہوئے اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ اللہ کو کثرت سے یاد کریں اور اسی سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے؛ بلکہ اس سے بھی زیادہ، بعض لوگ وہ بھی ہیں، جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے، ایسے لوگوں کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو، دو دن کی جلدی کرنے والوں پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، یہ پرہیزگار کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے''۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حجاج کو منیٰ کے قیام میں کثرت سے اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا یہ اس لئے بھی کہ یہ ان کے لئے مقام شکر ہے کہ اللہ نے انھیں اپنے فضل سے حج کی توفیق عنایت فرمائی، راستہ کی رکاوٹوں کو دور فرما کر دیار حرم کی حاضری نصیب فرمائی اور حج جیسی اہم عبادت سے بہرہ ور کیا، جب کہ بے شمار لوگ اس سعادت سے محروم ہیں

لہٰذا اس عظیم نعمت کے حصول پر حجاج کرام کو پروردگار کا شکر بجالانا چاہئے اور یہ عملی طور پر شکر ہی کی ایک شکل ہے کہ وہ کثرت سے اللہ کو یاد کریں اور اس کی عظمت و کبریائی بیان کریں، حضرت عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ منیٰ میں اپنے خیمہ سے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے، باہر لوگ بھی ان کی آواز سن کر بلند آواز سے تکبیر پڑھتے، اس طرح پورا منیٰ تکبیر سے گونج اُٹھتا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی منیٰ میں ان دنوں میں نمازوں کے بعد، چلتے پھرتے، خیمہ میں بستر پر غرض ہر وقت کثرت سے تکبیر پڑھتے۔

آیات بالا میں ذکر الٰہی کے حکم کے ساتھ صرف دنیا کی فکر وطلب کرنے والوں کی مذمت اور اللہ سے دنیا وآخرت کی بھلائی مانگنے والوں کی تعریف کی گئی، گویا ان دنوں میں اللہ سے مانگنے اور دُعاء کرنے کی بھی ترغیب ہے، نیز دُعاء بھی درحقیقت عبادت اور ذکر الٰہی میں سے ہے، چنانچہ منیٰ کے قیام میں پروردگار کے ذکر کے ساتھ دُعاؤں کے اہتمام کو بھی ان ہی آیات کی روشنی میں اکثر سلف نے بہتر اور مستحب کہا ہے، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے تو یہ بھی منقول ہے کہ ان دنوں میں دُعائیں قبول ہوتی ہیں، رد نہیں ہوتیں، لہٰذا وہ لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ ان دنوں میں اللہ سے اپنی حاجت وضرورت مانگیں۔

☆......☆......☆

دعا کا اہتمام-فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ

اسی طرح مدارس کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ میں ذوقِ دعا کا ہونا بھی بہت ضروری ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماثور دعائیں، اس امت کے لیے عظیم تحفہ ہیں، کوئی بھلائی اور خیر ایسی نہیں جو آپ نے طلب نہ کی ہو اور کوئی شر اور فتنہ ایسا نہیں جس سے آپ نے پناہ نہ مانگی ہو، یہ مؤمن کے لئے شرور وفتن سے بچنے کا ایک موثر ہتھیار اور روحانی حصار ہے، اس لئے، ان مبارک دعاؤں کو معمول میں لانا چاہیے، ہمارے ابتدائی مدارس اور مکاتب میں بچوں کو یہ مسنون دعائیں یاد کرائی جاتی ہیں اور مدارس ومکاتب میں پڑھنے والے اور ان سے فارغ ہونے والے اکثر بچوں کو مسنون دعاؤں کا اچھا خاصا ذخیرہ یاد ہوتا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ان دعاؤں کے یاد کرانے کے ساتھ ساتھ ان کے پڑھنے اور مستقل معمولات کا حصہ بنانے کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

اوقات ومعمولات کی ماثور دعاؤں اور دوسری عام دعاؤں کو اسلاف واکابر نے مستقل کتابوں میں محفوظ کیا ہے، اس موضوع پر علامہ جزریؒ کی ''حصن حصین'' اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی ''مناجات مقبول'' بطور خاص قابل ذکر ہیں، ان ماثور مسنون دعاؤں کے اہتمام کی برکت سے اللہ جل شانہ، بہت ساری مشکلات اور فتنوں سے حفاظت فرمائیں گے۔